مولانا محمد عبید اللہ عفیف
دار الحدیث چینیانوالی
لاہور

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری ہمشیرہ کو اس کے خاوند نے تقریباً عرصہ چار سال ہوتے دو طلاقیں وقفہ وقفہ کے بعد دی تھیں لیکن بچوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دونوں مرتبہ میری والدہ میری ہمشیرہ کو اس کے شوہر کے گھر وزیر آباد چھوڑ کر آ گئی۔ اب پھر اس نے ایک ہی دفعہ تین اکٹھے طلاق نامے بھیج دیے ہیں۔

یاد رہے کہ پہلی طلاق کو چھ سال ہو چکے ہیں اور دوسری طلاق کو چار سال اور اب یہ تیسری طلاق ہے۔ آپ براہ کرم شریعت کے مطابق فتویٰ دیں کہ آیا طلاق مؤثر ہو چکی ہیں یا کہ نہیں؟

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب:

بشرطِ صحتِ سوال و بشرطِ صحتِ اظہار واضح ہو کہ صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے یعنی طلاق ایسے طریقہ سے مؤثر ہو چکی ہے کہ اب نہ رجوع ہو سکتا ہے اور نہ نکاحِ ثانی کی شرعاً کوئی گنجائش باقی ہے۔ کیونکہ رجعی طلاقیں صرف دو ہوتی ہیں اور یہ دونوں رجعی طلاقیں حسبِ تحریر آج سے چار سال پہلے ہو چکی ہیں اور دو دفعہ رجوع بھی ہو چکا ہے اور نکاحِ ثانی کی گنجائش اس لیے نہیں رہی کہ شوہر تیسری دفعہ طلاق دے چکا ہے اور تیسری طلاق کے بعد بحکم قرآنِ مجید بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے:

"الطّلاق مرّتٰن فامساك بمعروف او تسريح باحسان ...... فان طلّقها فلا تحلّ له من بعد حتّى تنكح زوجا غيره فان طلّقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنّا ان يقيما حدود الله وتلك حدود الله يبيّنها لقوم يعلمون" (سورة البقرة ٢٢٩، ٢٣٠)

"طلاق رجعی ہے دو بار تک۔ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے، یا چھوڑ دینا! پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔ پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو واسطے جاننے والوں کے۔"

(ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن حنفی)

یعنی اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے۔ مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے، پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور رجعت کر لیتے۔ اور اس صورت سے بعض شخص عورتوں کو اس طرح بہت ستاتے۔ اس واسطے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے۔ ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا، کہ عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر دستور کے موافق رکھ لے یا بھلی طرح سے چھوڑ دے۔ پھر بعد عدت کے رجعت باقی نہیں رہتی۔ ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے گا تو پھر ان میں نکاح بھی درست نہیں ہو گا جب تک دوسرا خاوند اس سے نکاح کر کے خلوت نہ کر لیوے۔

(حاشیہ نمبر ۵، از محمود الحسن حنفی)

اور آیت نمبر ۲۳۰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

"اگر زوج اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دے گا تو پھر وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہو گی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور دوسرا خاوند اس سے خلوت کر کے اپنی خوشی سے طلاق نہ دیوے، اس کی عدت پوری کر کے پھر زوجِ اول سے نکاح جدید ہو سکتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں، اور حلالہ کے بعد زوجِ اول کے ساتھ نکاح ہونا جب ہی ہے کہ ان کو حکمِ خداوندی کے قائم رکھنے یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو، ورنہ ضرور نزاعِ باہمی اور اتلافِ حقوق کی نوبت آئے گی اور گناہ میں مبتلا ہونگے"

(حاشیہ نمبر ۲)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"وقوله تعالیٰ (فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیره) ای انه اذا طلق الرجل امرأته طلقة ثالثة بعد ما ارسل علیها الطلاق مرتین فانها تحرم علیه (ص ۲۷۷ ج ۱)

کہ "اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو دو رجعی طلاقیں دے چکا ہو اور پھر تیسری طلاق بھی دے ڈالے تو بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور "حتیٰ تنکح زوجا غیره" حتی یطأها زوج اٰخر فی نکاح صحیح" (تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۷ ج ۱) اور جب کسی دوسرے آدمی سے صحیح نکاح کے بعد اس کی فراش نہ بنے اس وقت تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوگی۔"

تفسیر فتح القدیر میں ہے:

"فان طلقها" ای الطلقة الثالثة التی ذکرها سبحانه "او تسریح باحسان" ای فان وقع منه ذٰلك فقد حرمت علیه بالتثلیث فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیره ای حتیٰ تتزوج بزوج اٰخر ..... وذهب الجمهور من السلف والخلف الی انه لا بد مع العقد من الوطئ کما ثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم من اعتبار ذٰلك وهو زیادة یتعین قبولها" ص ۲۳۹ ج ۱)

یعنی "مفسر شوکانی فرماتے ہیں کہ جب آدمی دو دفعہ رجعی طلاقیں دے چکے اور پھر تیسری دفعہ تیسری طلاق بھی دے ڈالے تو پھر وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کوئی دوسرا آدمی اس عورت سے شرعی نکاح کر کے اس سے خلوت نہ کرے اور بعد ازاں اپنی خوشی سے بغیر کسی پیشگی شرط کے اس کو طلاق نہ دے۔ جمہور امت کے نزدیک خلوت صحیحہ شرط ہے۔

اور تفسیر احسن التفاسیر میں ہے:

"تفسیر ابراہیم بن المنذر میں ابوبسطام مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ رفاعہ بن وہب ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بی بی عائشہ

بنت عبدالرحمٰن بن عتیکؓ کو تین دفعہ طلاق دے دی اور اس نے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے دوسرا نکاح کیا، ایک روز اس عورت عائشہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ عبدالرحمٰن نے مجھ کو بغیر مباشرت کے طلاق دے دی ہے، کیا اب میں رفاعہ سے پھر نکاح کرسکتی ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ جب تک مباشرت نہ ہو، تو رفاعہ کے پاس نہیں جاسکتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ اصل حدیث بغیر ذکرِ شانِ نزولِ آیت کے صحاح کی سب کتابوں میں ہے، صرف ابوداؤد میں رفاعہؓ کا نام نہیں ہے۔ غرض یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے صحیح ہے اور یہی حدیث آیت کی تفسیر ہے اور اس شانِ نزول کی پوری مؤید ہے جس کو ابن المنذر نے روایت کیا ہے۔" (ص۱۸۱ ج ۱)

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ:

"خاص حلالہ کی نیت سے جو کوئی نکاح کرے ایسے آدمی پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صحیح حدیث میں ہے۔ اس لیے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ تین طلاق کے بعد اگر وہ عورت دوسرا نکاح کرے اور اس دوسرے خاوند کی نیت محض حلالہ کی نہ ہو اور فقط خلوت نہیں بلکہ مباشرت بھی یہ دوسرا خاوند کرچکے اور اتفاق سے یہ دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے تو اس حالت میں پہلا خاوند اپنے گزارہ آئے حسن اسلوبی سے خیال کرے تو اس عورت سے پھر نکاح کرسکتا ہے۔ یہ سارا جواب فقہاء اہل حدیث کے نقطہ نگاہ کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ طلاق بائنہ مغلظہ واقع ہوکر مؤثر ہوچکی ہے اور جدید نکاح کی بھی شرعاً گنجائش باقی نہیں ہے۔ اور حلالہ بھی شرعاً ملعون ہے۔ یعنی حلالہ کرنے والا اور کرانے والا شریعت کی رو سے لعنتی ہیں۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ہر نوع ذمہ دار نہیں۔

هذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب!